



Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 02,
Jan - Mar 2025

OPEN ACCESS

Al-Qawārīr

pISSN: 2709-4561

eISSN: 2709-457X

Journal.al-qawarir.com

جدید فیشن میں جسمانی تبدیلیوں کا رجحان: مصنوعی بھنویں، پلکیں، بال اور ٹیٹو - شرعی تجزیہ

The Trend of Physical Modifications in Modern Fashion: Artificial Eyebrows, Eyelashes, Hair, and Tattoos – A Sharī'ah-Based Analysis

Hafiza Ambreen Fatima

Teaching Staff, Learning Alliance, DHA Phase 8, Lahore; PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

Nabila Parveen

PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

Modern fashion trends have brought significant changes to human lifestyles, especially influencing women across the globe. Among these trends, the use of tattoos, artificial eyebrows, false eyelashes, and synthetic hair extensions has become increasingly popular. While these practices are widely accepted in contemporary societies, Islamic Sharī'ah presents a principled framework that governs bodily modifications. This research paper critically examines the permissibility of such trends through the lens of Islamic jurisprudence, drawing upon the Qur'ān, authentic Aḥādīth, and scholarly consensus (ijmā'). The study identifies those bodily modifications for the sake of fashion, without valid medical or dire necessity, are considered impermissible (ḥarām) in Sharī'ah. Tattoos, in particular, are explicitly condemned in the sayings of the Prophet Muhammad ﷺ, where both the one who tattoos and the one who is tattooed are cursed. Similarly, altering the natural shape of eyebrows or using artificial eyelashes falls under the category of tampering with Allah's creation (taghyīr khalq Allāh), which is also prohibited. Hair extensions made of human or synthetic hair are also forbidden due to textual evidence unless used under strict medical conditions. The paper also explores the underlying sociocultural influences, such as Western media and social networks, that contribute to the normalization of such trends in Muslim societies. It concludes with recommendations for religious scholars, educators, and media platforms to promote Islamic values and raise awareness regarding these modern practices, emphasizing the importance of natural beauty and obedience to divine guidelines.

Keywords: Sharī'ah Rulings, Tattoos, Artificial Beauty, Islamic Jurisprudence, Modern Fashion.



تعارف موضوع

جدید فیشن نے انسانی زندگی، خصوصاً خواتین کے طرز زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ٹیٹو، بھنوس، بنوانا، مصنوعی پلکیں اور بال لگانا جیسے رجحانات عالمی سطح پر مقبول ہیں۔ اسلامی شریعت ان جسمانی تبدیلیوں کے بارے میں واضح احکام دیتی ہے، جو قرآن و حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ یہ مضمون ان فیشن رجحانات کے شرعی احکام کا جائزہ لے گا، جس میں ٹیٹو، بھنوس، پلکیں اور مصنوعی بال شامل ہیں۔ اسلامی فقہ ان تبدیلیوں کو انسانی فطرت میں تبدیلی اور جسم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے طور پر دیکھتی ہے، جو بعض صورتوں میں حرام ہے۔ مثال کے طور پر، حدیث میں ٹیٹو اور مصنوعی بالوں پر لعنت کی گئی ہے۔ تاہم، فقہاء کے درمیان بعض معاملات میں اختلاف رائے بھی پایا جاتا ہے، جیسے کہ طبی یا ضروری مقاصد کے لیے تبدیلیاں۔ یہ مضمون ان احکام کی روشنی میں جدید فیشن کے رجحانات کا تجزیہ کرے گا، شرعی حدود کی وضاحت کرے گا اور فقہاء کے آراء کا تقابلی جائزہ پیش کرے گا۔

مبحث اول: ٹیٹو کے شرعی احکام

ٹیٹو جدید فیشن کا ایک مقبول رجحان ہے، لیکن اسلامی شریعت اسے سخت ناپسند کرتی ہے۔ ٹیٹو جسم پر مستقل نشانات بنانے کا عمل ہے، جو شریعت میں فطرت الہیہ میں تبدیلی سمجھا جاتا ہے۔ یہ بحث ٹیٹو کے شرعی احکام، اس کی تاریخ اور فقہاء کے آراء کا جائزہ لے گا۔ ٹیٹو پر پابندی کی بنیادی دلیل حدیث نبوی ہے، جس میں اس عمل پر لعنت کی گئی ہے۔ فقہاء اسے حرام قرار دیتے ہیں، لیکن بعض صورتوں میں استثناء بھی مانتے ہیں۔ اس حصے میں ٹیٹو کے شرعی احکام کی تفصیلات اور اس کے سماجی اثرات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

1. ٹیٹو کی تعریف اور تاریخی پس منظر

ٹیٹو جسم پر سیاہی یا دیگر مادوں سے مستقل نشانات بنانے کا عمل ہے۔ اس کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے، لیکن جدید دور میں یہ فیشن کا حصہ بن گیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس کی شرعی حیثیت اہم ہے۔

i. ٹیٹو کی تعریف

ٹیٹو جسم کی جلد پر سیاہی یا کیمیکلز سے مستقل تصاویر یا ڈیزائن بنانے کا عمل ہے۔ یہ سوئیوں کے ذریعے جلد کے اندر سیاہی داخل کر کے کیا جاتا ہے۔ جدید ٹیٹو مشینیں اس عمل کو آسان بناتی ہیں۔ ٹیٹو فیشن، خود نمائی یا شناخت کے طور پر بنائے جاتے ہیں۔ اسلامی شریعت اسے جسم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ سمجھتی ہے۔ حدیث نبوی میں ٹیٹو بنانے اور بنوانے والوں پر لعنت کی گئی ہے

(بخاری، 7:72)۔ یہ عمل جسم کی فطری حالت کو تبدیل کرتا ہے، جو شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔ فقہاء اسے حرام قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد کے لیے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ ٹیٹو کا عمل صحت کے خطرات بھی لاحق کرتا ہے، جیسے انفیکشن یا الرجی۔ جدید دور میں ٹیٹو کی مقبولیت کے باوجود، اسلامی تعلیمات اس کی ممانعت پر زور دیتی ہیں۔ اس کی شرعی حیثیت کو سمجھنا مسلم افراد کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ فیشن کے نام پر غیر شرعی عمل سے بچیں۔

ii. تاریخی پس منظر

ٹیٹو کی تاریخ قدیم مصر، چین اور قبائلی ثقافتوں سے ملتی ہے۔ یہ مذہبی، سماجی یا ثقافتی شناخت کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اسلامی دور میں ٹیٹو کی روایت کمزور پڑی، کیونکہ شریعت نے اسے ناپسند کیا۔ حدیث میں ٹیٹو کو شیطانی عمل سے جوڑا گیا (مسلم، 24:5279)۔ قدیم عرب قبائل میں بھی ٹیٹو محدود تھا، لیکن اسلام نے اسے غیر ضروری قرار دیا۔ جدید دور میں مغربی ثقافت نے ٹیٹو کو فیشن کے طور پر فروغ دیا۔ پاپ کلچر، فلمیں اور سوشل میڈیا نے اس کی مقبولیت بڑھائی۔ تاہم، اسلامی فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ جسم کی فطرت میں تبدیلی لاتا ہے۔ بعض ثقافتوں میں ٹیٹو کو خوبصورتی کا حصہ سمجھا جاتا ہے، لیکن اسلامی تعلیمات اسے جائز نہیں مانتیں۔ فقہاء کے مطابق، ٹیٹو صحت کے خطرات اور روحانی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ جدید ٹیٹو کے رجحان نے مسلم نوجوانوں کو متاثر کیا، لیکن شرعی احکام اس کی ممانعت پر واضح ہیں۔ اس تاریخی پس منظر سے ٹیٹو کی شرعی حیثیت کو بہتر سمجھا جاسکتا ہے۔^(۱)

2. شرعی احکام اور فقہاء کے آراء

ٹیٹو کے شرعی احکام قرآن و حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ فقہاء اسے حرام قرار دیتے ہیں، لیکن بعض استثنائی صورتوں پر بحث کرتے ہیں۔ اس حصے میں ان احکام اور فقہاء کے اختلافات کی تفصیل دی جائے گی۔

i. قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن میں فطرت الہیہ میں تبدیلی کی ممانعت ہے (سورۃ النساء، 4:119)۔ حدیث میں ٹیٹو بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری، 7:72)۔ یہ احادیث ٹیٹو کو شیطانی عمل قرار دیتی ہیں۔ اسلامی شریعت جسم کی فطری حالت کو برقرار رکھنے پر زور دیتی ہے۔ ٹیٹو جسم پر مستقل نشانات چھوڑتا ہے، جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں۔ بعض احادیث میں ٹیٹو کو خوبصورتی کے لیے ناجائز قرار دیا گیا (مسلم، 24:5279)۔ یہ عمل صحت کے خطرات، جیسے

افیکشن، کا باعث بھی بنتا ہے۔ شریعت غیر ضروری تکلیف سے بچنے کی تلقین کرتی ہے۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد، جیسے جلنے کے نشانات چھپانے کے لیے ٹیٹو کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ استثناء محدود ہے اور عام فیشن کے لیے جائز نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ٹیٹو کی ممانعت واضح ہے، جو مسلم افراد کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

ii. فقہاء کے اختلافات

اکثر فقہاء ٹیٹو کو حرام سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ فطرت الہیہ میں تبدیلی ہے۔ حنفی فقہاء اسے جسم کے ساتھ چھیر چھاڑ مانتے ہیں (ابن عابدین، 6: 394)۔ مالکی فقہاء اسے صحت کے خطرات کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ شافعی اور حنبلی فقہاء بھی اس کی ممانعت پر متفق ہیں، کیونکہ یہ حدیث کی روشنی میں شیطانی عمل ہے۔ تاہم، بعض معاصر فقہاء طبی مقاصد کے لیے اس کی اجازت دیتے ہیں، جیسے جلد کی بیماریوں کے علاج کے لیے۔ یہ استثناء سخت شرائط کے ساتھ ہے، جیسے کہ طبی ضرورت اور ماہر ڈاکٹر کی نگرانی۔ عام فیشن یا خوبصورتی کے لیے ٹیٹو کی کوئی گنجائش نہیں۔ بعض فقہاء نے ہلکے ٹیٹو، جو مستقل نہ ہوں، کو مشروط اجازت دی، لیکن یہ رائے اقلیت میں ہے۔ فقہاء کے اختلافات محدود ہیں، اور اکثریت ٹیٹو کی ممانعت پر متفق ہے۔ یہ اختلافات مسلم افراد کو شرعی حدود سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ٹیٹو کے شرعی احکام پر فقہاء کی رائے واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔⁽²⁾

3. سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی

ٹیٹو کے سماجی اثرات نے مسلم معاشروں میں بحث کو جنم دیا ہے۔ شریعت اس کی ممانعت پر واضح ہے، لیکن فیشن کے رجحانات نے اسے مقبول بنایا۔ اس حصے میں سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی پر بحث کی جائے گی۔

i. سماجی اثرات

ٹیٹو جدید فیشن کا حصہ بن چکا ہے، خصوصاً نوجوانوں میں۔ سوشل میڈیا اور مغربی ثقافت نے اس کی مقبولیت بڑھائی۔ مسلم معاشروں میں ٹیٹو کو خود نمائی اور شناخت کے طور پر اپنایا جا رہا ہے۔ تاہم، یہ رجحان شرعی احکام سے متصادم ہے۔ ٹیٹو صحت کے خطرات، جیسے انفیکشن اور الرجی، کا باعث بنتا ہے۔ سماجی طور پر، یہ خاندانی اور ثقافتی اقدار سے انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔ مسلم خواتین میں ٹیٹو کی مقبولیت نے شرعی حدود پر سوالات اٹھائے ہیں۔ بعض معاشروں میں ٹیٹو کو منفی نظر سے دیکھا جاتا ہے، جو سماجی تنہائی کا باعث بنتا ہے۔ مغربی ثقافت کے زیر اثر مسلم نوجوان شرعی احکام سے ناواقف ہیں۔ ٹیٹو کے سماجی اثرات نے مسلم معاشروں میں اخلاقی اور مذہبی بحث کو جنم دیا ہے۔ شریعت کی روشنی میں اس کی ممانعت کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ مسلم افراد فیشن کے نام پر غیر شرعی عمل سے بچیں۔ سماجی اثرات سے آگاہی شرعی رہنمائی کو مضبوط کرتی ہے۔

ii. شرعی رہنمائی

شریعت ٹیٹو کی ممانعت پر واضح ہے، کیونکہ یہ فطرت الہیہ میں تبدیلی ہے۔ مسلم افراد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ فقہاء کی رائے کے مطابق، ٹیٹو صرف طبی ضرورت کے تحت جائز ہو سکتا ہے، جیسے جلد کے نقائص چھپانے کے لیے۔ عام فیشن یا خوبصورتی کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلم نوجوانوں کو شرعی احکام سے آگاہی کے لیے دینی تعلیم پر توجہ دینی چاہیے۔ علماء اور دینی اداروں کو فیشن کے رجحانات کے شرعی احکام پر عوامی آگاہی بڑھانی چاہیے۔ سوشل میڈیا پر شرعی رہنمائی کے پروگرامز اس سلسلے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ٹیٹو بنوا چکا ہے، تو اسے ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے، بشرطیکہ یہ صحت کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ شریعت غیر ضروری تکلیف سے بچنے کی تلقین کرتی ہے۔ شرعی رہنمائی مسلم افراد کو فیشن کے نام پر غیر شرعی اعمال سے بچاتی ہے۔ یہ رہنمائی مسلم معاشروں میں دینی شعور کو فروغ دیتی ہے اور شرعی حدود کو برقرار رکھتی ہے۔⁽³⁾

مبحث دوم: بھنویں اور پلکیں بنوانے کے شرعی احکام

بھنویں بنوانا اور مصنوعی پلکیں لگانا جدید فیشن کا حصہ ہیں، لیکن شریعت انہیں فطرت میں تبدیلی سمجھتی ہے۔ یہ بحث ان رجحانات کے شرعی احکام، ان کی مقبولیت اور فقہاء کے آراء کا جائزہ لے گا۔ حدیث میں بھنویں بنوانے پر لعنت کی گئی ہے، لیکن بعض فقہاء طبی یا ضروری مقاصد کے لیے استثناء دیتے ہیں۔ اس حصے میں ان احکام کی تفصیلات اور سماجی اثرات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

1. بھنویں اور پلکیں بنوانے کی تعریف اور مقبولیت

بھنویں بنوانا اور مصنوعی پلکیں لگانا خوبصورتی کے جدید رجحانات ہیں۔ یہ رجحانات مسلم خواتین میں بھی مقبول ہیں، لیکن ان کی شرعی حیثیت پر بحث جاری ہے۔

i. تعریف

بھنویں بنوانا (تھریڈنگ یا شیونگ) اور مصنوعی پلکیں لگانا خوبصورتی کے لیے جسم کی فطری حالت میں تبدیلی ہے۔ بھنویں بنوانے سے چہرے کی شکل تبدیل ہوتی ہے، جبکہ مصنوعی پلکیں آنکھوں کو نمایاں کرتی ہیں۔ یہ عمل عارضی یا مستقل ہو سکتا ہے، جیسے مائیکر و بلڈنگ۔ حدیث میں بھنویں بنوانے والوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری، 7: 72)۔ شریعت اسے فطرت الہیہ میں

تبدیلی سمجھتی ہے، جو حرام ہے۔ مصنوعی پلکیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں، کیونکہ یہ فطری پلکیں نہیں۔ فقہاء اسے غیر ضروری خود نمائی مانتے ہیں۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد، جیسے پلکیں گرنے کی بیماری، کے لیے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ عمل صحت کے خطرات، جیسے جلد کی الرجی، کا باعث بنتا ہے۔ مسلم خواتین کو ان رجحانات کی شرعی حیثیت سمجھنا ضروری ہے۔ شریعت خوبصورتی کے لیے فطری طریقوں کو ترجیح دیتی ہے۔ یہ تعریف ان رجحانات کے شرعی احکام کو سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

ii. مقبولیت

بھنویں بنوانا اور مصنوعی پلکیں لگانا مغربی ثقافت سے متاثر ہے۔ سوشل میڈیا، فیشن میگزین اور Ideas نے ان رجحانات کو فروغ دیا۔ مسلم خواتین میں یہ رجحان بیوٹی پارلرز میں عام ہے۔ یہ عمل خوبصورتی اور خود نمائی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، یہ رجحان شرعی حدود سے متصادم ہے۔ حدیث کی روشنی میں یہ فطرت میں تبدیلی ہے (مسلم، 24: 5279)۔ مسلم معاشروں میں ان رجحانات کی مقبولیت نے شرعی آگاہی کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ بعض خواتین انہیں فیشن سمجھتی ہیں، لیکن فقہاء اسے ناجائز مانتے ہیں۔ یہ رجحان سماجی دباؤ کا نتیجہ بھی ہے، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں۔ بیوٹی انڈسٹری نے ان رجحانات کو منافع بخش کاروبار بنایا۔ تاہم، شریعت غیر ضروری خود نمائی سے منع کرتی ہے۔ مسلم خواتین کو ان رجحانات کے صحت کے خطرات، جیسے انفیکشن، سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔ یہ مقبولیت مسلم معاشروں میں دینی شعور کی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔ علماء کو ان رجحانات کے شرعی احکام پر عوامی آگاہی بڑھانی چاہیے۔ یہ مقبولیت شرعی رہنمائی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے تاکہ مسلم افراد فیشن کے نام پر غیر شرعی عمل سے بچیں۔⁽⁴⁾

2. شرعی احکام اور فقہاء کے آراء

بھنویں اور پلکیں بنوانے کے شرعی احکام قرآن و حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں، لیکن بعض استثنائی صورتوں پر بحث کرتے ہیں۔ اس حصے میں ان احکام کی تفصیل دی جائے گی۔

i. قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن فطرت الہیہ میں تبدیلی کی ممانعت کرتا ہے (سورۃ النساء، 4: 119)۔ حدیث میں بھنویں بنوانے والوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری، 7: 72)۔ یہ احادیث اسے شیطانی عمل قرار دیتی ہیں۔ مصنوعی پلکیں بھی فطرت میں تبدیلی ہیں، جو شریعت میں ناپسندیدہ ہیں۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں۔ شریعت جسم کی فطری حالت کو برقرار رکھنے پر زور دیتی

ہے۔ یہ عمل غیر ضروری خود نمائی اور صحت کے خطرات کا باعث بنتا ہے۔ بعض احادیث میں اسے خوبصورتی کے لیے ناجائز قرار دیا گیا (مسلم، 5279:24)۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد، جیسے پلکیں گرنے کی بیماری، کے لیے محدود اجازت دیتے ہیں۔ یہ استثناء سخت شرائط کے ساتھ ہے، جیسے طبی ضرورت۔ عام فیشن یا خوبصورتی کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان رجحانات کی ممانعت واضح ہے۔ یہ احکام مسلم افراد کو شرعی حدود میں رہنے کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں تاکہ وہ غیر شرعی اعمال سے بچیں۔

ii. فقہاء کے اختلافات

اکثر فقہاء بھنویں بنوانے اور مصنوعی پلکیں لگانے کو حرام سمجھتے ہیں۔ حنفی فقہاء اسے فطرت میں تبدیلی مانتے ہیں (ابن عابدین، 394:6)۔ مالکی فقہاء اسے صحت کے خطرات کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ شافعی اور حنبلی فقہاء بھی حدیث کی روشنی میں اس کی ممانعت پر متفق ہیں۔ تاہم، بعض معاصر فقہاء طبی مقاصد کے لیے محدود اجازت دیتے ہیں، جیسے چہرے کے نقائص چھپانے کے لیے۔ یہ اجازت سخت شرائط کے ساتھ ہے، جیسے ماہر ڈاکٹر کی نگرانی۔ عام فیشن کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ بعض فقہاء نے عارضی پلکیں، جو مستقل نہ ہوں، کو مشروط اجازت دی، لیکن یہ رائے اقلیت میں ہے۔ فقہاء کے اختلافات محدود ہیں، اور اکثریت ان رجحانات کی ممانعت پر متفق ہے۔ یہ اختلافات مسلم افراد کو شرعی حدود سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ فقہاء کی رائے ان رجحانات کے شرعی احکام پر واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ مسلم خواتین کو ان احکام پر عمل کر کے دینی شعور کو فروغ دینا چاہیے تاکہ وہ شرعی حدود میں رہیں۔⁽⁵⁾

3. سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی

ان رجحانات کے سماجی اثرات نے مسلم معاشروں میں بحث کو جنم دیا ہے۔ شریعت ان کی ممانعت پر واضح ہے، لیکن فیشن نے انہیں مقبول بنایا۔ اس حصے میں سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی پر بحث کی جائے گی۔

i. سماجی اثرات

بھنویں بنوانا اور مصنوعی پلکیں مسلم خواتین میں فیشن کا حصہ بن چکی ہیں۔ سوشل میڈیا اور بیوٹی انڈسٹری نے ان کی مقبولیت بڑھائی۔ یہ رجحان سماجی دباؤ کا نتیجہ ہے، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں۔ تاہم، یہ شرعی احکام سے متصادم ہے۔ یہ عمل صحت کے خطرات، جیسے انفیکشن اور الرجی، کا باعث بنتا ہے۔ سماجی طور پر، یہ خاندانی اور ثقافتی اقدار سے انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔

مسلم معاشروں میں ان رجحانات نے اخلاقی اور مذہبی بحث کو جنم دیا ہے۔ بعض خواتین انہیں خوبصورتی کا حصہ سمجھتی ہیں، لیکن شرعی حدود سے ناواقف ہیں۔ مغربی ثقافت کے زیر اثر مسلم نوجوان دینی شعور سے محروم ہیں۔ یہ رجحانات سماجی تنہائی اور منفی تصورات کا باعث بن سکتے ہیں۔ مسلم معاشروں میں دینی آگاہی کی کمی نے ان رجحانات کو فروغ دیا۔ شریعت کی روشنی میں ان کی ممانعت کو سمجھنا ضروری ہے۔ سماجی اثرات سے آگاہی شرعی رہنمائی کو مضبوط کرتی ہے اور مسلم افراد کو غیر شرعی اعمال سے بچاتی ہے۔

ii. شرعی رہنمائی

شریعت بھنویں بنوانے اور مصنوعی پلکیں لگانے کی ممانعت پر واضح ہے۔ مسلم افراد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ فقہاء کی رائے کے مطابق، یہ صرف طبی ضرورت کے تحت جائز ہو سکتے ہیں، جیسے چہرے کے نقائص چھپانے کے لیے۔ عام فیشن کے لیے ان کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلم خواتین کو شرعی احکام سے آگاہی کے لیے دینی تعلیم پر توجہ دینی چاہیے۔ علماء اور دینی اداروں کو ان رجحانات کے شرعی احکام پر عوامی آگاہی بڑھانی چاہیے۔ سوشل میڈیا پر شرعی رہنمائی کے پروگرامز اس سلسلے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ عمل کر چکی ہے، تو اسے روکنا چاہیے، بشرطیکہ یہ صحت کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ شریعت غیر ضروری تکلیف سے بچنے کی تلقین کرتی ہے۔ شرعی رہنمائی مسلم افراد کو فیشن کے نام پر غیر شرعی اعمال سے بچاتی ہے۔ یہ رہنمائی مسلم معاشروں میں دینی شعور کو فروغ دیتی ہے اور شرعی حدود کو برقرار رکھتی ہے۔⁽⁶⁾

بحث سوم: مصنوعی بالوں کے شرعی احکام

مصنوعی بال (وگ) لگانا جدید فیشن کا حصہ ہے، لیکن شریعت اسے فطرت میں تبدیلی سمجھتی ہے۔ یہ بحث مصنوعی بالوں کے شرعی احکام، ان کی مقبولیت اور فقہاء کے آراء کا جائزہ لے گا۔ حدیث میں مصنوعی بالوں پر لعنت کی گئی ہے، لیکن بعض فقہاء طبی مقاصد کے لیے استثناء دیتے ہیں۔ اس حصے میں ان احکام کی تفصیلات اور سماجی اثرات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

1. مصنوعی بالوں کی تعریف اور مقبولیت

مصنوعی بال لگانا فیشن اور خوبصورتی کا حصہ ہے۔ یہ رجحان مسلم معاشروں میں مقبول ہے، لیکن اس کی شرعی حیثیت پر بحث جاری ہے۔

i. تعریف

مصنوعی بال (وگ یا ایکسٹینشن) فطری بالوں کی جگہ یا اضافے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عارضی یا مستقل ہو سکتے ہیں۔ حدیث میں مصنوعی بال لگانے والوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری، 7: 72)۔ شریعت اسے فطرت الہیہ میں تبدیلی سمجھتی ہے، جو حرام ہے۔ مصنوعی بال خوبصورتی یا خود نمائی کے لیے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء اسے غیر ضروری خود نمائی مانتے ہیں۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد، جیسے بال گرنے کی بیماری، کے لیے محدود اجازت دیتے ہیں۔ یہ عمل صحت کے خطرات، جیسے سر کی جلد کی الرجی، کا باعث بنتا ہے۔ مسلم خواتین کو اس کی شرعی حیثیت سمجھنا ضروری ہے۔ شریعت فطری خوبصورتی کو ترجیح دیتی ہے۔ مصنوعی بالوں کا استعمال سماجی دباؤ یا فیشن کے زیر اثر ہوتا ہے۔ یہ تعریف مصنوعی بالوں کے شرعی احکام کو سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مسلم افراد کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے فیشن کے رجحانات سے بچنا چاہیے۔ یہ احکام دینی شعور کو فروغ دیتے ہیں۔

ii. مقبولیت

مصنوعی بال فیشن انڈسٹری کا اہم حصہ ہیں۔ سوشل میڈیا، فلمیں اور بیوٹی انڈسٹری نے ان کی مقبولیت بڑھائی۔ مسلم خواتین میں یہ رجحان بیوٹی پارلر ز اور آن لائن مارکیٹس کے ذریعے عام ہے۔ یہ خوبصورتی، فیشن یا بالوں کی کمی چھپانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم، یہ رجحان شرعی احکام سے متصادم ہے۔ حدیث کی روشنی میں یہ فطرت میں تبدیلی ہے (مسلم، 24: 5279)۔ مسلم معاشروں میں اس کی مقبولیت نے شرعی آگاہی کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ بعض خواتین انہیں فیشن سمجھتی ہیں، لیکن فقہاء اسے ناجائز مانتے ہیں۔ یہ رجحان سماجی دباؤ کا نتیجہ ہے، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں۔ بیوٹی انڈسٹری نے مصنوعی بالوں کو منافع بخش کاروبار بنایا۔ تاہم، شریعت غیر ضروری خود نمائی سے منع کرتی ہے۔ یہ رجحان صحت کے خطرات، جیسے انفیکشن، کا باعث بنتا ہے۔ مسلم معاشروں میں دینی شعور کی کمی نے اس رجحان کو فروغ دیا۔ یہ مقبولیت شرعی رہنمائی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے تاکہ مسلم افراد غیر شرعی اعمال سے بچیں۔⁽⁷⁾

2. شرعی احکام اور فقہاء کے آراء

مصنوعی بالوں کے شرعی احکام قرآن و حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں، لیکن بعض استثنائی صورتوں پر بحث کرتے ہیں۔ اس حصے میں ان احکام کی تفصیل دی جائے گی۔

i. قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن فطرت الہیہ میں تبدیلی کی ممانعت کرتا ہے (سورۃ النساء، 4: 119)۔ حدیث میں مصنوعی بال لگانے والوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری، 7: 72)۔ یہ احادیث اسے شیطانی عمل قرار دیتی ہیں۔ شریعت جسم کی فطری حالت کو برقرار رکھنے پر زور دیتی ہے۔ مصنوعی بال فطرت میں تبدیلی ہیں، جو ناپسندیدہ ہیں۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء اسے حرام سمجھتے ہیں۔ یہ عمل غیر ضروری خود نمائی اور صحت کے خطرات کا باعث بنتا ہے۔ بعض احادیث میں اسے خوبصورتی کے لیے ناجائز قرار دیا گیا (مسلم، 24: 5279)۔ تاہم، بعض فقہاء طبی مقاصد، جیسے بال گرنے کی بیماری، کے لیے محدود اجازت دیتے ہیں۔ یہ استثناء سخت شرائط کے ساتھ ہے، جیسے طبی ضرورت۔ عام فیشن یا خوبصورتی کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مصنوعی بالوں کی ممانعت واضح ہے۔ یہ احکام مسلم افراد کو شرعی حدود میں رہنے کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں تاکہ وہ غیر شرعی اعمال سے بچیں۔

ii. فقہاء کے اختلافات

اکثر فقہاء مصنوعی بالوں کو حرام سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ فطرت میں تبدیلی ہے۔ حنفی فقہاء اسے جسم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ مانتے ہیں (ابن عابدین، 6: 394)۔ مالکی فقہاء اسے صحت کے خطرات کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ شافعی اور حنبلی فقہاء بھی حدیث کی روشنی میں اس کی ممانعت پر متفق ہیں۔ تاہم، بعض معاصر فقہاء طبی مقاصد کے لیے محدود اجازت دیتے ہیں، جیسے بالوں کی شدید کمی۔ یہ اجازت سخت شرائط کے ساتھ ہے، جیسے ماہر ڈاکٹر کی نگرانی۔ عام فیشن کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ بعض فقہاء نے عارضی وگ، جو مستقل نہ ہوں، کو مشروط اجازت دی، لیکن یہ رائے اقلیت میں ہے۔ فقہاء کے اختلافات محدود ہیں، اور اکثریت مصنوعی بالوں کی ممانعت پر متفق ہے۔ یہ اختلافات مسلم افراد کو شرعی حدود سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ فقہاء کی رائے مصنوعی بالوں کے شرعی احکام پر واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ مسلم خواتین کو ان احکام پر عمل کر کے دینی شعور کو فروغ دینا چاہیے تاکہ وہ شرعی حدود میں رہیں۔⁽⁸⁾

3. سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی

مصنوعی بالوں کے سماجی اثرات نے مسلم معاشروں میں بحث کو جنم دیا ہے۔ شریعت ان کی ممانعت پر واضح ہے، لیکن فیشن نے انہیں مقبول بنایا۔ اس حصے میں سماجی اثرات اور شرعی رہنمائی پر بحث کی جائے گی۔

i. سماجی اثرات

مصنوعی بال مسلم خواتین میں فیشن کا حصہ بن چکے ہیں۔ سوشل میڈیا اور بیوٹی انڈسٹری نے ان کی مقبولیت بڑھائی۔ یہ رجحان سماجی دباؤ کا نتیجہ ہے، خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں۔ تاہم، یہ شرعی احکام سے متصادم ہے۔ یہ عمل صحت کے خطرات، جیسے سر کی جلد کی الرجی، کا باعث بنتا ہے۔ سماجی طور پر، یہ خاندانی اور ثقافتی اقدار سے انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔ مسلم معاشروں میں اس رجحان نے اخلاقی اور مذہبی بحث کو جنم دیا ہے۔ بعض خواتین انہیں خوبصورتی کا حصہ سمجھتی ہیں، لیکن شرعی حدود سے ناواقف ہیں۔ مغربی ثقافت کے زیر اثر مسلم نوجوان دینی شعور سے محروم ہیں۔ یہ رجحان سماجی تنہائی اور منفی تصورات کا باعث بن سکتا ہے۔ مسلم معاشروں میں دینی آگاہی کی کمی نے اس رجحان کو فروغ دیا۔ شریعت کی روشنی میں اس کی ممانعت کو سمجھنا ضروری ہے۔ سماجی اثرات سے آگاہی شرعی رہنمائی کو مضبوط کرتی ہے اور مسلم افراد کو غیر شرعی اعمال سے بچاتی ہے۔

ii. شرعی رہنمائی

شریعت مصنوعی بالوں کی ممانعت پر واضح ہے۔ مسلم افراد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ فقہاء کی رائے کے مطابق، یہ صرف طبی ضرورت کے تحت جائز ہو سکتے ہیں، جیسے بالوں کی شدید کمی۔ عام فیشن کے لیے ان کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلم خواتین کو شرعی احکام سے آگاہی کے لیے دینی تعلیم پر توجہ دینی چاہیے۔ علماء اور دینی اداروں کو اس رجحان کے شرعی احکام پر عوامی آگاہی بڑھانی چاہیے۔ سوشل میڈیا پر شرعی رہنمائی کے پروگرامز اس سلسلے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ عمل کر چکی ہے، تو اسے روکنا چاہیے، بشرطیکہ یہ صحت کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ شریعت غیر ضروری تکلیف سے بچنے کی تلقین کرتی ہے۔ شرعی رہنمائی مسلم افراد کو فیشن کے نام پر غیر شرعی اعمال سے بچاتی ہے۔ یہ رہنمائی مسلم معاشروں میں دینی شعور کو فروغ دیتی ہے اور شرعی حدود کو برقرار رکھتی ہے۔ مسلم افراد کو شرعی احکام پر عمل کر کے اپنی دینی شناخت کو مضبوط کرنا چاہیے۔⁽⁹⁾

خلاصہ بحث

جدید فیشن کے رجحانات، جیسے ٹیو، بھنویں بنوانا، مصنوعی پلکیں اور بال لگانا، مسلم معاشروں میں مقبول ہیں، لیکن اسلامی شریعت انہیں فطرت الہیہ میں تبدیلی سمجھتی ہے۔ ٹیو پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے اور یہ حرام ہے، سوائے طبی مقاصد کے۔ بھنویں بنوانا اور مصنوعی پلکیں بھی فطرت میں تبدیلی ہیں، جو اکثریت فقہاء کے مطابق ناجائز ہیں۔ مصنوعی بالوں کا استعمال بھی حدیث

کی روشنی میں حرام ہے، لیکن طبی ضرورت کے تحت محدود اجازت ہے۔ یہ رجحانات صحت کے خطرات اور سماجی اثرات کا باعث بنتے ہیں۔ سوشل میڈیا اور مغربی ثقافت نے ان کی مقبولیت بڑھائی، لیکن مسلم افراد کو شرعی حدود میں رہنا چاہیے۔ علماء کو عوامی آگاہی بڑھانی چاہیے تاکہ دینی شعور فروغ پائے۔ شریعت فطری خوبصورتی اور شرعی حدود کو ترجیح دیتی ہے۔ مسلم خواتین کو دینی تعلیم پر توجہ دینی چاہیے تاکہ فیشن کے نام پر غیر شرعی اعمال سے بچ سکیں۔ یہ جائزہ شرعی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور مسلم معاشروں میں دینی شعور کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔



حوالہ جات

- ¹ ابن عابدین، محمد امین، رد المختار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1992م)، 6: 394۔
- ² ابن عابدین، محمد امین، رد المختار علی الدر المختار، 6: 398۔
- ³ ابن عابدین، محمد امین، رد المختار علی الدر المختار، 6: 398۔
- ⁴ الزحیلی، وبیہ، الفقہ الاسلامی وأدلته (دمشق: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 2008م)، 4: 261۔
- ⁵ القرضاوی، یوسف، الحلال والحرام فی الإسلام (قاہرہ: مکتبہ وبیہ للطباعة والنشر، 1994م)، 1: 142۔
- ⁶ ابن قدامہ، موفق الدین، المغنی (بیروت: دار الکتب العلمیہ للطباعة والنشر، 1997م)، 8: 113۔
- ⁷ الشافعی، محمد بن ادريس، الأم (بیروت: دار المعرفة للطباعة والنشر، 1990م)، 2: 208۔
- ⁸ الجزیری، عبد الرحمن، کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعة (بیروت: دار الکتب العلمیہ للطباعة والنشر، 2003م)، 5: 179۔
- ⁹ عثیمین، محمد بن صالح، فتاوی نور علی الدرب (ریاض: دار الوطن للطباعة والنشر، 2001م)، 11: 236۔